السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

تعویز، گنڈا، فلیتہ، طشتری لکھنا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

تعویز، گنڈا، فلیتہ، طشتری لکھنے اوراس کا کاروبار کرنے کا جورواج مسلمانوں میں عام ہے بلاشبہ غلط اورمذموم ہے۔اس کے ختم کرنے کی کوشش محمود ہے۔اس لحاظ سے رسالہ ''تعویز گنڈا شرک ہے،، ایک مناسب کوشش ہے۔لیکن افسوس ہے کہ مناظرانہ روش پیدا ہوجانے کی وجہ سے افراط تفریط سے خالی نہیں ہے۔مثلا :اپنے موافق جس دلیل پر مخالفین نے جو تنقید کی ہے اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اروجو دلیل یا قول اپنے خلاف معلوم ہوا،اس کی غلط یا صحیح پوری تنقید کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ص 5 پر محمد بن اسحق عن عمرو بن شعیب عن ابیہ جدہ کے طریق سے جوروایت ابوداؤد(کتاب الطب باب کیف الرقی (3897)4 19۔ترمذی(کتاب الدعوات باب :94(3528)5 341.کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے اس روایت میں متعدد علتیں بیان کرکے اسے ناقابل التقات بتانے کی کوشش کی گی ہے : پہلی علت : یہ بیان کی گئی ہے کہ '' یہ روایت حسن بھی نہیں ہے،امام ترمذی اس روایت کو حسن بھی شمار نہیں کرتے بلکہ غریب کہتے ہیں،،۔

ہمارے نزدیک یہ تعلیل صحیح نہیں ہے اس رویت کے حسن ہونے میں شبہ نہیں،حسن کے ساتھ غریب کہنا اس کے حسن ہونے کے منافی نہیں ہے۔اس کے رواۃ صحیح حدیث کے رواۃ سے کم درجہ کے ہیں اس لیے یہ حدیث سنداًحسن ہے،اوررواۃ کے تفرد کی وجہ سے سندا غریب ہے، یہ ایسا ہی ہے کہ بعض حدیثیں صحیح ہونے کے ساتھ غریب ہوتی ہیں۔تفصیل مقدمہ مرعاۃ ص :19اور ص :22 میں ملاحظہ کی جائے۔امام ابوداؤد نے اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد اس پر کچھ کلام نہیں کیا ہے،ان کا سکوت اختیار کرنا محدثین کے نذدیک اس بات کی علامت ہے کہ ان کے نذدیک یہ حدیث حسن اورقابل اسندلال واستناد ہے۔علامہ احمد شاکر نے بھی شرح مسند احمد10 222میں اس حدیث کی سند کو صحیح بتایا ہے اورامام حاکم مستدرک1 548میں بطریق مذکورروایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں : ہذا حدیث صحیح الاسناد متصل فی موضع الخلاف،،یعنی : الاختلاف فی سماع شعیب عن جدہ.

دوسری علت : یہ بیان کی گئی ہے کہ حدیث کے آخر میں یہ جملہ : ''کان عبداللہ بن عمرو یعلمہا من بلغ من ولدہ ،ان یقولہا عند نومہ ،ومن یعقل کتبہا لہ فعلقھا فی عنقہ،، (ابوداؤد :3893) ۔حدیث کے الفاظ نہیں بلکہ راوی کی طرف سے یہ ایک مدرج جملہ ہے۔بلاشبہ حدیث مرفوع صرف اسی قدر ہے کہ آں حضرت ﷺ '' فزع،، سے محفوظ رکھنے کےلیے صحابہ کو سونے کے وقت دعا مذکور پڑھنے کی تلقین وتعلیم فرماتے تھے۔رہ گیا راوی حدیث عبداللہ بن عمرو والعاص کا اپنے چھوٹے لایعقل بچوں کے گلے میں دعاء مذکور کاسی کاغذ پر لکھ کر بطور تعویذ کے لٹکانے کا فعل ، تو یہ ان کا اپنا اجتہاد اورذاتی فعل ہے، حدیث مرفوع نہیں ہے بلکہ موقوف ہے اوران کا یہی فعل دلیل ہے ان لوگوں کی جو قرآنی آیت یا دعائے ماثورہ کا تعویذ باندھنے یا گلے میں لٹکانے کے جواز کے قائل ہیں۔

تیسری علت : خاص اس جملہ موقوفہ کے غیر محفوظ ہونے کی یہ بیان کی گئی ہے کہ خود عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) آں حضرت ﷺ سے تعویذ لٹکانے کی برائی کی حدیث روایت کرتے ہیں،پھر وہ اس کا خلاف کیسے کرسکتے ہیں۔لیکن جو لوگ جواز کے قائل ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ حدیث '' ما ابالی ما اتیت ،ان انا شربت تریاقا او تعلقت تمیمۃ،، الخ میں تمیمہ سے مراد جاہلیت ہو اوراسی پر عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے حدیث کو محمول کیا ہو۔

چوتھی علت : اس روایت میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کے دوراوی محمد بن اسحق اور عمرو بن شعیب پر ائمہ حدیث نے شدید جرح کی ہے پھر کچھ تفصیل کے ساتھ جارحین کے اقوال نقل کردیے گئے ہیں۔

ہمارے نزدیک یہ تعلیل لغو اورمہمل ہے۔جارحین کے اقوال عدم واقفیت پر مبنی ہیں۔محمد بن اسحق ثقہ ہیں ،اورعمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ یہ سلسلہ سند متصل اور حسن ہے۔تفصیل مرعاۃ(1 189-2 277-38 ، نیز تحفۃ الاحوزی 2 20-69،21-70-253میں ملاحظہ کی جائے۔

اس حدیث کی سند میں اگر کوئی علت ہوسکتی ہے، توصرف یہ ہے کہ محمد بن اسحق مدلس ہیں، اورانہوں نےاپنے شیخ عمرو بن شعیب سے سماع کی تصریح نہیں کی ہے، بلکہ عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں اوراس حدیث کو عمرو بن شعیب سے روایت کرنے میں ان کا کوئی متابع نہیں معلوم ہوتا،لیکن اس کی علت کا منتقضا یہ ہوگا کہ یہ پوری حدیث ہی (مرفوع اورموقوف) رد کردی جائے۔

پانچویں علت : یہ بیان کی گئی ہے کہ کسی صحابی سے بھی تعویذ باندھنے اورلٹکانے کا قول یا فعل ثابت نہیں۔حدیث مذکور کے آخر میں عبداللہ بن عمرو کے مبینہ عمل کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ تعویذ باندھنے اورلٹکانے سے پرہیز کرنا ہی ٹھیک ہے،اگر چہ ان میں قرآنی آیات یا ادعیہ ماثورہ یا غیر ماثورہ، معلوم المعنی غیر شرکیہ وکفریہ کیوں نہ ہوں۔احتیاط اور تقویٰ کا تقاضا یہی ہے۔منع کی روایتیں مطلق ہیں اورپیشاب پائخانہ وغیرہ کی حالت میں تعویذ کے اتارنے کی پابندی نہیں ہوسکتی اوراس لیے بھی کہ بالعموم عوام کا تعویذ اورگنڈے وغیرہ کے بارے میں ایسا یقین اوراعتماد ہوتا ہے،جو توکل کے بالکل منافی بلکہ شرک کی سرحد تک پہنچ جاتا ہے۔

مصنف رسالہ جنوں کے کسی پر سوار ہونے اوراسے تکلیف پہنچانے کے قائل نہیں معلوم ہوتے چنانچہ ص :10 پر لکھتے ہیں ''دراصل جنوں کا کسی پر سوار ہوجانا ایک سفید جھوٹ ہے چاہے لاکھوں آدمی اپنا چشم دید واقعہ کہکر ہی بیان کیوں نہ کریں،، ۔

شاید مصنف رسالہ اللہ تعالی کے قول : اَلَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ اِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِى يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ... ٢٧٥ ... البقرة اورحدیث ابن عباس عندالبخاری : ''ألا أريك إمرأة من أهل الجنة، قلت : بلى، قال هذه المرأة السوداء أتت النبى صلى الله عليه وسلم، فقالت : إني أصرع وإني أتكشف : الخ (کتاب المرض باب عبادة المغمى عليه /4) کی وہی تاویل کرتے ہوں گے جو صرح من الجن کے منکرین کیا کرتے ہیں، مصنف رسالہ چوں کہ جن کے لگنے اور سوار ہونے کے قائل نہیں ہیں، اس لیے جن اتارنے کے کام کو شیطانی کام کہتے ہیں اور ثبوت و دلیل میں حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں : ''سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النشرة؟ فقال : هو من عمل الشيطان،، ابوداؤد کتاب الطب باب کیف الرقی، (3896 3897 3901)22-221.حالاں کہ حدیث میں ''نشرہ،، کا معنی جادو اتارنے کے منتر اور دم کے لیے بھی لیے گئے ہیں، اور ظاہر ہے کہ جن یا سحر کا اثر دور کرنے کے لیے جو شرکیہ اور کفریہ جھاڑ پھونک اور دم کیا جائے، وہ بہر حال شیطانی کام ہے ۔ ہمارے نزدیک کسی پر جن کے سوار ہونے اور ایذا پہنچانے کا انکار صحیح نہیں ہے اور اس کے خلاف کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے ۔ یہاور بات ہے کہ ہسٹیریا اور دماغ خلل کی بیماری کو یا بعض عورتوں کے مکر کو غلطی سے یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ آسیب زدہ ہے ۔

مصنف رسالہ پانی پر قرآنی آیات یا ادعیہ ماثورہ پڑھ کر دم کرنے اور پلانے کو ناجائز سمجھتے ہیں ۔ چنانچہ عدم جواز کے ثبوت میں نہی عن النفخ فی الشراب والی حدیث پیش کی ہے ۔ افسوس ہے کہ حدیث کا معنی مفہوم اور مصداق سمجھنے کی کوشش نہیں فرمائی گی ۔ حدیث میں نفخ فی الشراب یا فی الاناء کے ساتھ تنفس فی الاناء کی ممانعت بھی کی گئی ہے ۔ حدیث مقصود کہ پانی پینے کے برتن میں جس پینے کی کوئی کی کوئی چیز ہو پیتے وقت نہ تو اس میں سانس لی جائے بلکہ برتن کو منہ سے الگ کرکے سانس لی جائے، اورنہ ہی اس مشروب کو ٹھنڈا کرنے کے لیے یا اس میں پڑی ہوئی کسی ہٹانے اور دور کرنے کے لیے برتن میں پھونکا جائے ۔ اس حدیث کو علاج کی غرض سے کسی برتن کے مشروب پر آیات قرآنی یا ادعیہ ماثورہ پڑھ کر دم کرنے سے کیا تعلق؟

مصنف رسالہ کسی پر دم کرنے کی اجرت کو ناجائز سمجھتے ہیں اور جو لوگ اس پر اجرت دینے کے جواز کے قائل ہیں، ان کی دلیل حدیث ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) جو بخاری شریف وغیرہ میں مروی ہے اس کی بے جا تاویل کرکے اڑانے کی کوشش کی ہے ۔ افسوس ہے کہ ان کو حدیث کا آخری مرفوع جملہ : ''ان الحق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله،، یاد نہ رہا ۔ جو قول مرفوع ہونے کی وجہ سے ایک طرح کا ضابطہ اور قانون ہے ۔ اسی بنا پر تمام ائمہ رقیہ پر اجرت لینے کے جواز کے قائل ہیں ۔ مصنف رسالہ نے اس سے زیادہ یہ غضب کیا ہے کہ خارجہ بن الصلت عن عمہ کی رویت کو جو ابوداؤد وغیرہ میں مروی ہے، یہ کہہ کر اڑانے کی کوشش کی ہے کہ خارجہ ضعیف ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون حالاں کہ خارجہ بن الصلت مقبول راوی ہیں ۔ ابن حبان نے ان کو اپنی ثقات میں ذکر کیا ہے اور کسی نے ان پر کوئی حرح نہیں کی ہے ۔

ہمارے نزدیک جائز جھاڑ پھونک پر اجرت لینا جائز ہے ۔ مگر اس کو ذریعہ معاش بنانا اور اس کا کاروبار کرنا صحیح نہیں ہے وللہ علم ۔

(املاہ عبیداللہ المبارکفوری 17 5 1399ھ مکاتیب شیخ رحمانی بنام مولانا محمد امین اثری (ص : 118 121 121

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 35

محدث فتویٰ